بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

عدالتی خلع............اصلاح کی ضرورت

شریعت مطہرہ نے میاں بیوی کو ازدواجی زندگی کے حوالہ سے کچھ شرائط کا پابند بنایا ہے اور یہ پابندی نکاح کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ازدواجی زندگی میں تلخیاں پیدا ہونے لگیں تو زوجین کے مابین اصلاح کی صورت پیدا کرنے کی غرض سے حکم ربانی ہے کہ **فَابعَثُوا حَکَمًا مِن اَھلِہ وحَکَمًا مِن اَھلِھَا**......اور یہ بھی فرمایا کہ **ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما** اگر ان کی نیت اصلاح پذیر ہونے کی ہوئی تو اللہ توفیق ارزانی فرمائے گا......

جب معاملہ ثالثی کے ذریعہ اصلاح کی کوششوں میں ناکامی کی صورت میں آگے بڑھ جائے تو بیوی کو میاں سے طلاق طلب کرنے یا خلع حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے......اور شوہر کو ایسی بیوی سے جس میں نشوز آ گیا ہو اس سے عارضی علیحدگی (**والاتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع**) کا حکم ہے اور اگر اس طرز عمل سے بھی اصلاح نہ ہو سکے تو طلاق کے ذریعہ علیحدگی کا اختیار حاصل ہے۔

یہ ایک خالص دینی معاملہ ہے جس کی دین نے وضاحت کردی ہے اور اس کا طریق کار بہت واضح طور پر بیان کردیا ہے تفصیلات تفاسیر قرآن، شروح حدیث اور فقہی مصادر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم دینی معاملات کو خالص کاروباری اور دنیاوی طور طریقوں سے لے کر چلنے اور حل کرنے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں اور جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا ہے تو دیار غیر سے مثال لاتے ہیں اور دیگر کلچرز کی بات کرتے ہیں، اس وقت ہم قصداً و ارادۃً یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ہم مسلمان قوم ہیں اور دیگر اقوام کی طرح ہمارا اپنا ایک کلچر ہے۔اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم اللہ اور ایک رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں اور ہمیں اپنے معاملات میں انہی کی طرف رجوع

☆ مامضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی ☆

کرنے کا حکم ہے۔اگر ہم ان کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اپنے مسائل کا حل کسی اورتہذیب وکلچر میں تلاش کریں گے تو پھر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ماننے والے نہ ہوئے بلکہ جس تہذیب وثقافت کی مثال لاکر ہم اپنے مسائل کے حل کی کوشش کرتے ہیں پھر ہم اس کے پیروکار ہوئے۔

منجملہ دیگر مسائل کے جن میں آج ہماری قوم تقلید غیر کرنے لگی ہے ان میں نکاح وطلاق کے مسائل بھی ہیں......خلع اور طلاق تفویض کے نام پر عورت کو طلاق دینے کا وہ حق جو مغرب میں خواتین کو وہاں کی تہذیب وکلچر نے دیا ہے اسے ہمارے بعض مغرب زدہ مرد وخواتین اپنے ہاں نافذ کرنے کی تحریک چلائے ہوئے ہیں۔اور اسے حقوق نسواں کی چھتری میں لاکر اپنے مذہب اور کلچر کے خلاف علم بغاوت بلند کئے ہوئے ہیں، چنانچہ ہوتا یہ ہے کہ میاں بیوی میں ناچاقی کی صورت میں قرآن کے بتائے ہوئے اصولِ اصلاح پر عمل کرنے کی بجائے مغربی تہذیب وثقافت کے زیر اثر فوری طور پر عدالت سے رجوع کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ عمل فوری طور پر کسی عدالتی کاروائی کا متقاضی نہیں ہوتا بلکہ بہت سے کیسز میں گھر کا مسئلہ گھر ہی میں حل ہوسکتا ہوتا ہے......

پڑھی لکھی ماڈرن تعلیم یافتہ نئی نویلی دلہنوں کو شوہر سے اختلاف کی صورت میں فی الفور عدالت کا راستہ این جی اوز اور ٹی وی کے ڈرامے اور فلمیں دکھاتی ہیں، اور وہ بے چاری عدالت جانے میں اپنے لئے عافیت خیال کرتی ہے اور جھٹ خلع کا دعوی دائر کر دیتی ہے اسے بتایا جاتا ہے کہ خلع کے کیس میں دو ایک پیشیوں ہی میں فیصلہ تمہارے حق میں آجائے گا اور روز روز کی جھک جھک سے جان چھوٹ جائے گی۔چنانچہ ایک ایسے وکیل کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جو عدالتی خلع دلانے میں مہارت رکھتا ہو۔مقدمہ تیار کیا جاتا ہے اور عدالت میں کیس داخل ہوجاتا ہے......عدالت فریقین کو نوٹس جاری کرتی ہے اور یہ نوٹس عدالت کے کارندے فریقین تک پہنچانے کی خدمت اس طرح سے انجام دیتے ہیں کہ بہت سے مقدمات میں لڑکی کے وکیل کی خاص ہدایات پر لڑکے (شوہر) تک نوٹس نہیں پہنچتا نوٹس نہ پہنچانے کی خیانت کا اقدام کرنے والے عدالت کے اس ملازم (بیلف) کو لڑکی کے وکیل کی طرف سے طے شدہ رقم بطور حق الخدمت دے دی جاتی ہے......اور اسی طرح دو تین پیشیوں کے نوٹس اسی احتیاط کے ساتھ لڑکی کا وکیل عدالت سے جاری کرواتا ہے کہ نوٹس جاری تو ہو مگر فریق ثانی (شوہر) تک پہنچنے نہ پائے......اور عدالت میں رپورٹ جمع کرادی جائے کہ شوہر نوٹس

لینے سے انکاری ہے......یا اس پتہ پر اس نام کا کوئی آدمی نہیں رہتا......یا گھر میں تالہ لگا ہوا ہے ......اور کبھی وصولی کے جعلی دستخط کر کے بھی عدالت کو گمراہ کیا جاتا ہے......

اس طرح کے مقدمے کی کاروائی چونکہ جلد نمٹانے کی ہدایت ہوتی ہے لہٰذا دو ایک پیشیوں کے بعد عدالت............Dissolution of Marriage by way of Khula. کا فیصلہ صادر فرماتی ہے یعنی خلع کے ذریعہ تنسیخ نکاح......

اس طرح کے فیصلے روز ہو رہے ہیں اور شرعاً غلط ہیں......اس لئے کہ شریعت میں خلع جس چیز کا نام ہے وہ ہے بیوی کا شوہر سے طلاق طلب کرنا اور جو مہر وہ لے چکی ہے وہ واپس کر کے اور مزید اگر شوہر کچھ مطالبہ کرے تو بدلِ خلع کے طور پر ادائیگی کر کے شوہر ہی سے طلاق (خلع) حاصل کرنا۔ جب کہ اکثر مقدمات خلع میں شوہر عدالت میں پیش ہی نہیں ہوتا ہے یا اسے اطلاع ہی نہیں ہوتی یا اسے پیش ہونے ہی نہیں دیا جاتا، پیش ہو بھی جائے تو اسے صرف یہی بتایا جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ اب اس لڑکی کا گزارا ناممکن ہے لہٰذا یا تو تم اس کو طلاق دو ورنہ عدالت خود طلاق (فیصلہء طلاق وفسخ) دے دے گی۔ عدالتوں کی اس طرح کی کاروائی شریعت سے متصادم اور مداخلت فی الدین ہے......اور اس کی فوری اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے جو فیصلے عدالتیں جاری کرتی ہیں ان پر دین دار لوگ علماء سے رائے لیتے ہیں کہ عدالت نے خلع کی ڈگری دے دی ہے اب اس ہم لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں؟ تو وہ فیصلہ پڑھ کر فرماتے ہیں کہ طلاق یا خلع ہوا ہی نہیں تو نکاح ثانی کیسا؟، کیونکہ طلاق یا خلع کے قانونی (شرعی) تقاضے پورے نہیں کئے گئے......یہی بات جب فیصلہ کرنے والی عدالتوں کے علم میں آتی ہے تو جج حضرات بہت برہم ہوتے ہیں کہ مولوی ہمارے فیصلوں کے خلاف فیصلے دے رہے ہیں اور یہ توہینِ عدالت ہے......

مروجہ عدالتی خلع جس میں شوہر کی عدالت میں حاضری یا رضامندی کے بغیر عدالت یک طرفہ ڈگری جاری کرتی ہے اس میں درج ذیل خرابیاں ہیں جن کے پیش نظر علماء کرام عدالتی خلع کو نادرست قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔

۱......عدالتوں میں رائج قوانین میں کہیں بھی خلع کی تعریف اور طریقہ کار مذکور نہیں۔

۲......عموماً عدالتی خلع یک طرفہ ہوتا ہے اس میں شوہر کی رضامندی شامل نہیں ہوتی جو خلع کا بنیادی رکن ہے۔ کیونکہ شرعی خلع ہوتا ہی تب ہے جب فریقین نے باہمی رضامندی سے ایسا کیا ہو۔

۳......عدالتی خلع کے اکثر فیصلے شوہر کی عدالت میں پیشی نہ ہونے کے باعث قضاء علی الغائب کے زمرے میں آتے ہیں اور قضاء علی الغائب خلع کے فیصلوں میں شرعاً درست نہیں۔

۴......مقدماتِ خلع میں لڑکی خلع مانگتی ہے جبکہ عدالت فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرتی ہے، حالانکہ خلع اور تنسیخ (فسخ) نکاح میں فرق ہے عدالتوں میں اس میں امتیاز نہیں کیا جاتا۔

۵......عموماً عدالتی خلع کے مقدمات میں عورت مرد پر متعدد الزامات لگاتی ہے تاکہ وہ ثابت کرسکے کہ اس شوہر کے ساتھ ان وجوہات کی بناء پر زندگی گزارنا ناممکن ہوگیا ہے، مروجہ قوانین اور شریعت کی رو سے جس پر الزامات ہیں اسے سننا اور صفائی پیش کرنے کا موقع دینا قانونی اور شرعی تقاضا ہے جو عدالتوں میں پورا نہیں کیا جاتا۔اور کسی شرعی گواہی کے بغیر محض عورت کے بیان کو درست تسلیم کرتے ہوئے اس کے لگائے ہوئے الزامات کو صحیح تصور کرتے ہوئے شوہر کے خلاف فیصلہ دے دیا جاتا ہے جو عدل کے تقاضوں کے منافی ہے۔

۶......ہر مقدمہ کے فیصلہ کے خلاف اپیل کا حق قانون میں دیا گیا ہے مگر خلع کے نام پر ہونے والے فیصلہ کے خلاف کہیں اپیل نہیں کی جاسکتی آخر کیوں؟

عدلیہ کے جج صاحبان سے ہماری یہ استدعاء ہے کہ:......

۱......وہ خلع کے مقدمات کے فیصلے خلاف شریعت دے کر اپنی عاقبت برباد نہ کریں کہ آخر وہ مسلمان ہیں اور خلع کے شرعی تقاضوں کو امید ہے کو خوب سمجھتے ہیں۔

۲......عدلیہ کے جج صاحبان خلع اور تنسیخ کے فرق کو پیش نظر رکھیں اور وکلاء کو ہدایات جاری کریں کہ وہ ہر مقدمہ خلع کا بنا کر پیش نہ کریں جہاں تنسیخ نکاح کی ضرورت ہو وہاں تنسیخ/فسخ نکاح کا دعوی داخل کریں اور جہاں خلع کی ضرورت ہو وہاں خلع کا مقدمہ دائر کریں اور جب خلع کا مقدمہ دائر کریں تو پھر شرعی تقاضوں کے مطابق مقدمات کی پیروی کریں اور کرائیں......

۳......وکلاء حضرات عموماً خلع کے دعوی اس لئے دائر کراتے ہیں کہ خلع میں کچھ ثابت ہی نہیں کرنا پڑتا محض عورت کے بیان پر فیصلہ ہوجاتا ہے شوہر خواہ عدالت میں حاضر ہو یا نہ ہو، اور وہ خلع پر رضامند ہو یا نہ ہو، جبکہ تنسیخ نکاح/فسخ نکاح کے دعوی میں عورت کو شوہر پر لگائے گئے الزامات کو ثابت کرنا ہوتا ہے، اور شہادتیں بھی پیش کرنا ہوتی ہیں جو کہ وہ کسی صورت کر نہیں سکتی......کہ اکثر الزامات جھوٹے من گھڑت اور محض جان چھڑانے کے لئے ہوتے ہیں۔اکثر جج صاحبان علماءؒ سے یہ سوال کرتے ہیں

اور مجھ سے بھی ایک چیف جسٹس صاحب نے یہ سوال کیا کہ اگر شوہر خلع دینے پر کسی صورت رضامند نہ ہو اور عورت کسی صورت اس کے ساتھ رہنے پر تیار نہ ہو تو عدالت کیا اس شوہر کی منت سماجت کرے ؟ کہ میاں خدا کے لئے اسے طلاق دے دو؟ میں نے کہا ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورت میں عدالت فیصلہ دے کہ خلع ممکن نہیں لہذا خاتون فسخ نکاح /تنسیخ نکاح کا دعوی الگ سے دائر کر کے پھر عدالت سے رجوع کر سکتی ہے ۔اس صورت میں عدالت اپنا اختیار فسخ نکاح استعمال کرنے کی مجاز ہوگی مگر وہ کسی صورت Dissolution of mnarriage by way of Khula کے فیصلے صادر کرنے کی مجاز نہیں۔

علاوہ ازیں عدالتیں ایک اور غلط فہمی کا شکار ہیں اور وہ یہ کہ شوہر کی عدم رضامندی کی صورت میں عدالت کو خود خلع دینے کا اختیار حاصل ہے......یہ غلط فہمی سپریم کورٹ کے ایک غلط فیصلے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے اور عدالتوں کے فیصلے نظیر بنتے ہیں اس لئے متعدد عدالتیں اس غلط نظیر کی بنیاد پر از خود خلع کی مالک بن بیٹھی ہیں جو کہ ان کا نہ حق ہے نہ اختیار اور آئین پاکستان یا عائلی قوانین میں کہیں بھی عدالتوں کو خلع دینے کا حق یا اختیار نہیں دیا گیا اور نہ دیا جاسکتا ہے کہ یہ خلاف شریعت ہوگا اور آئین کی رو سے ملک میں کوئی قانون خلاف شریعت نہ بن سکتا ہے نہ نافذ کیا جاسکتا ہے ......لہذا ہماری عدلیہ کے معزز جج صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ خلع اور تنسیخ نکاح یا فسخ نکاح کے مقدمات میں احتیاط پیش نظر رکھیں۔

مفتی سید صابر حسین صاحب کی کتاب

سرمایہ کاری کے شرعی احکام

اسلامی بینکاری اور تکافل کے شعبہ سے وابستہ ماہرین، اساتذہ طلبہ
اور شائقین علوم اسلامیہ کے لئے مفید کتاب

☆☆☆

ملنے کا پتہ مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور......کراچی
مدنی کتب خانہ متصل مدنی مسجد جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال بلاک ۵ کراچی

☆لا تنتظر شکرا من احد ویکفی ثواب الصمد وما علیک من جحد وحقد وحسد.☆